اصولیین اور سنت تقریریہ-حقیقت وحجیت

*محمد امجد

In this article a modest attempt has been made to define and explain Sunnah Taqririah and its nature and authority and legal status in hadith literatue, By the term Taqrir is meant that somebody amongst Sahabah if said something or performed some deed in a particular manner in Prophet's presence or his saying and act came to the notice of the Prophet and the latter comfirmed it by expressing his approval in clear words or remained silent. This silent approval of the Prophet is called Taqrir. Taqrir has three constituents:

(a) Muqirr مُقِر is the Prophet(صلی اللہ علیہ وسلم) himself.

(b) Muqarr مُقَر is is the Companion (Sahabi) who said something or acted in the Prophet's presence

(c) Muqarr bihi مُقَرٌّ بہ is the saying and the deed said or performed by the companion and confirmed by the Prophet. There is consensus among the Jurists and Muhadditheen (traditionists) that Taqrir carries authority and enjoys legal status. All the Companions of Prophet Muhammad (Peace be upon him) are agreed on this point and they acted upon it.

کوئی بھی طالب علم اپنے معلم ومربی سے علوم ومعارف کا فیض تین طرح سے حاصل کرتا ہے۔ اولاً اپنے معلم ومربی کے اقوال کو سنتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے۔ ثانیاً اپنے معلم ومربی کے افعال کا بغور مشاہدہ کرتا ہے اور ان کی اقتداء کرتا ہے۔ ثالثاً اپنے معلم ومربی کی صحبت اختیار کرتا ہے اور اس کی نظروں کے سامنے رہ کر مختلف امور سرانجام دیتا ہے جن کی اصلاح وتصحیح کا کام معلم کبھی اپنی زبان کے ذریعے کرتا ہے تو کبھی صرف خاموش رہ کر تائید کرتا ہے۔ اس تیسری قسم کو اصطلاحاً تقریر کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرامؓ کی اصلاح وتربیت کے لیے ان تین طریقوں کو استعمال کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ایسا اعلیٰ نمونہ چھوڑا جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ زیر نظر موضوع کے تحت سنت کی تین جہات یعنی قول، فعل اور تقریر میں سے تیری جہت یعنی تقریر کی حقیقت وحجیت بیان کرنا مقصود ہے۔ سنن تقریریہ کے لیے عموماً تقریرات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا اقرارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تقریر کا لغوی مفہوم

لفظ تقریر باب تفعیل سے مصدر ہے اور لفظ اقرار باب افعال سے مصدر ہے۔ تقریر کا لغوی معنی ہے: اقرار کرنا، ٹھہرانا، باقی رکھنا، مقرر کرنا، برقرار رکھنا۔ صاحب لسان العرب لفظ تقریر کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

القر، بالضم: القرار فی المکان...... وقرره و أقره فی مکان فاستقر. [۱]

ثابت اور برقرار رکھنے کا مفہوم اس آیت میں مراد لیا گیا ہے:

﴿وَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ [۲]

اقرار کا معنی بیان کرتے ہوئے صاحب لسان العرب رقم طراز ہیں:

والإقرار: الإذعان للحق والاعتراف به، أقر بالحق، أی اعترف به، وقد قرره علیه. [۳]

القاموس المحیط میں لفظ تقریر کی لغوی تحقیق ان الفاظ سے کی گئی ہے:

ویقر بالکسر والفتح، قراراً قروراً وقرًا وتقرة: ثبت وسکن، کاستقر وتقار، واقره فیه وعلیه وقرره. [۴]

صاحب مختار الصحاح لکھتے ہیں:

واقر بالحق: اعترف به، قرره غیره بالحق حتی اقربه، واقره فی مکانه فاستقر. [۵]

درج بالا عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ''ق، ر، ر'' کا مادہ ثبوت، جماؤ، ٹھہراؤ اور سکون کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہی معنی اصطلاحی معنی کے قریب تر ہے۔ گویا فاعل نے جو کام کیا ہے مربی و معلم کی خاموشی اور تائید نے اس کام کو اس کی صحیح جگہ پر ثابت کر دیا۔ اقرار چونکہ اعتراف کے معنی میں بھی آتا ہے لہٰذا سنت تقریریہ کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سنت تقریریہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے فعل کے صحیح ہونے کا اعتراف ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فعل کے درست ہونے کی موافقت پائی جاتی ہے۔

تقریر کی اصطلاحی تعریف

علمائے اصول نے تقریر کی تعریف مختلف الفاظ سے کی ہے جن میں سے بعض تعریفات مختصر ہیں اور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بعض طویل ہیں اور اعتراضات سے خالی نہیں ہیں۔علمائے اصول کی ذکرکردہ تعریفات میں سے چند تعریفیں ذکر کر کے راجح تعریف کی وجہ ترجیح بیان کی جائے گی۔

علامہ اسنوی نے تقریر کی انتہائی مختصر تعریف کی ہے:

الکف عن الانکار. ٦

یہ تعریف مکمل نہیں ہے کیونکہ اس میں تقریر کی یہ صورت شامل نہیں ہے کہ جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں کیا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے، علاوہ ازیں اس تعریف میں ممنوعات سے روک دیے جانے کا تذکرہ نہیں ہے۔

حنفی عالم عبدالعلی انصاری نے تقریر کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:

السکوت عند رؤیة فاعل یفعل الفعل مع قدرة علی المنع. ۷

یہ تعریف اگرچہ تفصیلی ہے مگر اس تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ تقریر صرف اس فعل پر سکوت کو کہیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا ہو، جبکہ تقریر کی تعریف میں ان افعال پر سکوت بھی شامل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ ہوئے ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہوں، علاوہ ازیں یہ تعریف تقریر علی القول سے بھی خالی ہے۔

علامہ زرکشیؒ نے تقریر کی تعریف ذرا تفصیل سے کی ہے:

ان یسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم **عن انکار قول قیل او فعل فعلَ بین یدیه او فی عصره و علم به.** ۸

یہ تعریف اگرچہ کافی حد تک مکمل ہے مگر اس تعریف میں علامہ زرکشیؒ نے ایک تو موانع کے انتفاء کا ذکر نہیں کیا اور دوسرا کافر کے فعل پر سکوت کو تعریف سے خارج نہیں کیا۔

شیعہ عالم محمد رضا المظفر تقریرِ معصوم کی تعریف میں لکھتے ہیں:

المقصود من تقریر المعصوم: أن یفعل شخص بمشهد المعصوم وحضوره فعلاً، فیسکت المعصوم عنه مع توجهه الیه و علمه بفعله، وکان المعصوم بحالة یسعه تنبیه الفاعل لو کان مخطئا، والسعة تکون من جهة عدم ضیق الوقت عن البیان ومن جهة عدم المانع منه کالخوف والتقیة والیأس من تأثیر الإرشاد والتنبیه ونحو ذلك. ۹

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شیعہ امامیہ کے نزدیک چونکہ سنت کے مفہوم میں وسعت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ائمہ اثنا عشر کے اقوال وافعال اور تقریرات بھی سنت کے مفہوم میں داخل ہیں۔اس لیے تقریر کی تعریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ معصوم کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔علامہ رضا مظفر کی ذکر کردہ تعریف بھی جامع نہیں ہے کیونکہ یہ تقریر علی القول کوشامل نہیں ہے۔

ابوشامہ نے تقریر کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:

أان يرى النبي صلى الله عليه وسلم **فعلا صادرا من مسلم مكلف، أو يسمع منه قولا، أو يبلغه ذلك؛ ولم ينكره عليه مع فهمه له.** [10]

ابوشامہ کی ذکر کردہ یہ تعریف جامع ہے اور ان تمام اعتراضات سے پاک ہے جو سابقہ ذکر کردہ تعریفات پر وارد ہوتے ہیں ابوشامہ کی ذکر کردہ تعریف اور سابقہ تعریفات کا خلاصہ درج ذیل نکات کی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے:

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگر کوئی کام کیا جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کلام کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہیں تو یہ دونوں صورتیں تقریر میں شامل ہیں، پہلی صورت کو تقریر علی الفعل اور دوسری صورت کو تقریر علی القول کہتے ہیں۔

۲۔ اگر کوئی کلام یا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہوا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں ہوا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے، یہ صورت بھی تقریر کے زمرہ میں آتی ہے۔لہٰذا جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں ہوا وہ تقریر کی تعریف میں داخل نہیں ہوگا۔

۳۔ تقریر کی ایک شرط یہ ہے کہ جس شخص کے فعل وقول پر خاموشی اختیار کی جارہی ہے وہ مسلمان ہو کیونکہ کافر کے فعل وقول پر خاموشی اس کی تائید کی علامت نہیں ہے۔

۴۔ تقریر کی ایک شرط یہ ہے کہ جس شخص کے فعل وقول پر خاموشی اختیار کی جارہی ہے وہ مکلّف ہو لہٰذا مجنون، بچے اور سوئے ہوئے شخص کے فعل وقول پر خاموشی تقریر کی تعریف میں داخل نہیں ہوگی۔

۵۔ تقریر کی حجیت کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ انکار کرنے میں کوئی رکاوٹ اور مانع نہ ہو مثلاً وقت کی تنگی، نصیحت قبول کرنے سے ناامیدی وغیرہ۔

۶۔ علامہ اسنوی نے تقریر کی تعریف میں کف عن انکار کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقریر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

صرف سکوت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ سکوت کے ساتھ انکار کی کوئی صورت موجود نہ ہو نہ زبان سے انکار ہوا ور نہ ہاتھ سے انکار ہوا ور نہ ہی کسی اشارہ و کنایہ سے انکار کی صورت پائی جائے۔

سنت تقریریہ کے ردو قبول کے معیارات:

تقریر نبوی مطلقاً حجت نہیں ہے بلکہ اسکا قبول کرنا چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔ درج ذیل عبارت میں ان شرائط کا تذکرہ کیا جائے گا جو تقریر کے ردو قبول کے لیے ضروری ہیں:

شرطِ اول:

حجیت تقریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ فعل مقربہ (وہ فعل جس کی تقریر کی جا رہی ہے) کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مشاہدہ کیا ہو یا قول مقربہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سنا ہو یا اس قول و فعل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی ہو۔ اس شرط کی وجہ سے وہ افعال تقریر نبوی کی تعریف سے نکل جائیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم نہیں ہو سکا، اس شرط کو تقریباً تمام اصولیین نے ذکر کیا ہے۔[۱۱]

اگر فعل مقربہ یا قول مقربہ کے بارے میں آپ کے علم یا عدم علم کے بارے میں شک ہو تو اس صورت میں اس کو عدم علم پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اصل عدم علم ہے۔ اگر کوئی فعل ایسا ہو کہ جس پر عمل کرنا صحابہؓ میں عام ہو اور آپ ﷺ کا اس فعل پر مطلع نہ ہونا بعید ہو اور غالب گمان یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو گا یا آپ کے علم پر کوئی قرینہ دلالت کرے تو اس صورت میں اس فعل کو جائز سمجھا جائے گا اور اس کا جواز تقریر سے ثابت ہو گا۔[۱۲]

ذکر کردہ شرط کے ضروری ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی فعل یا قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نہیں آیا تو اس قول و فعل پر یہ حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تقریر فرمائی ہے یا انکار فرمایا ہے؟ یہ ایک بنیادی شرط ہے اور تمام علمائے اصول اس شرط پر متفق ہیں۔

شرط دوم:

بعض اصولیین نے یہ شرط ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکار کرنے پر قادر ہوں۔ علامہ تلمسانی لکھتے ہیں:

ومن شرط التقرير الذى هو حجة: أن يعلم النبى صلى الله عليه وسلم ويكون قادراً على الإنكار.[۱۳]

اس شرط کی دلیل میں اس حدیث کو پیش کیا جاتا ہے:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فان لم يستطع فبلسانه، فان لم يستطع فبقلبه. ۱۴؎

علامہ زرکشیؒ نے اس شرط کو رد کیا ہے کہ انکار کا وجوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خوف کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور کامیابی کی ضمانت دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقابلہ میں کفایت کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ''انا كفينٰك المستهزئين'' ۱۵؎

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غیر مشروع کام پر انکار نہیں کریں گے تو اس سے اس کام کی مشروعیت اور نہی کے منسوخ ہونے کا وہم پیدا ہو گا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار پر قادر رہنا شرط نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں غیر مشروع فعل پر انکار کرنے کے مکلّف ہیں۔ ۱۶؎

مولانا نظام الدین انصاریؒ نے اس شرط کی ایک اور توجیہ ذکر کی ہے کہ انکار پر قدرت سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور اہم کام وغیرہ میں مشغول نہ ہوں۔ ۱۷؎ مولانا نظام الدین کی ذکر کردہ یہ توجیہ بہت مناسب ہے اور اس توجیہ کی بناء پر قدرت علی الانکار کی شرط کو رد کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

شرط سوم:

تقریر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کی تیسری شرط یہ ہے کہ فعل مقربہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہلے سے انکار موجود نہ ہو۔ چنانچہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کسی فعل پر انکار کیا اور پھر دوبارہ وہ فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاموشی تائید شمار نہیں ہو گی اور اس فعل کو جائز نہیں سمجھا جائے گا یہاں دو قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے ایک تو یہ کہ وہ فعل ایسا ہو جس کی حرمت ثابت ہو اور دوسرا فاعل کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ نصیحت اس پر اثر نہیں کرے گی مثلاً اہل ذمہ کا اپنی عبادت گاہوں میں جانا۔ ۱۸؎

مالکی عالم تلمسانی لکھتے ہیں:

من شرط القرير ...... أن لا يكون قد بين حكمه قبل ذلك بيانا يسقط عنه وجوب الإنكار. ۱۹؎

شرط چہارم:

تقریر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں حجت ہو گی جب انکار کرنے میں کوئی چیز مانع نہ ہو، چند موانع

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ کسی مصلحت کی وجہ سے انکار ترک کیا ہو مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تو نہیں دیکھتی کہ تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تھی تو حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر نہیں کی (اور حطیم کو کعبہ سے باہر نکال دیا)''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کعبہ کو دوبارہ حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر تعمیر کیوں نہیں کروا دیتے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تیری قوم تازہ تازہ کفر سے نہ نکلی ہوتی (نئے نئے مسلمان نہ ہوتے) تو میں ایسا ضرور کر دیتا۔'' [۲۰]

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک انکار ایک مصلحت کی بناء پر کیا تھا کہ قریش کے لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اگر کعبہ کو توڑ کر دوبارہ پہلی بنیادوں پر کھڑا کیا جاتا تو ان کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی امکان تھا۔

۲۔ کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے انکار ترک کیا ہو، علامہ زرکشیؒ قشیری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

فلو كان مشتغلا ببيان حكم مستغرقا فيه فرأى إنساناً على أمر و لم يتعرض له، فلا يكون تركه ذلك تقريراً. [۲۱]

ڈاکٹر سلیمان اشقر نے مشغولیت کے عذر کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ مشغولیت ختم ہونے کے بعد انکار کرنا ممکن ہے بلکہ مشغولیت کو تھوڑی دیر موقوف کر کے بھی انکار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ایک دن جمعہ کے خطبہ کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ روک کر ایک آدمی کو بیٹھنے کا حکم دیا جو کہ صفیں پھلانگ رہا تھا۔ [۲۲]

۳،۴۔ عدم فہم یا غفلت و ذہول کی وجہ سے انکار ترک کیا ہو، امام غزالیؒ ان موانع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تقرير رسول الله صلى الله عليه وسلم مسلما على فعل، وتركه النكير عليه مع فهمه الواقعة، وعدم ذهوله عنه يتمسك به فى جواز التقرير. [۲۳]

شرط پنجم:

مُقَرّ (جسکے فعل پر تقریر کی جارہی ہے) مسلمان ہو اور شریعت کی تابعداری کرنے والا ہو لہٰذا اگر مقر کافر ہے تو اس کے فعل کی تقریر جواز پر دلالت نہیں کرتی۔ آپؐ نے اپنے دور میں ذمیوں کی عبادت گاہوں کو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

منہدم نہیں کروایا اور نہ ان کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے سے روکا حالانکہ وہ لوگ اپنی عبادت گاہوں میں شرک وکفر کے مرتکب ہوتے ہیں۔۲۴ البتہ منافق کے فعل کی تقریر کے بارے میں علمائے اصول کا اختلاف ہے،بعض علماءاس کو حجت تسلیم کرتے ہیں کیونکہ منافق ظاہری طور پر مسلمان ہوتا ہے اور بعض علماء اس کو حجت تسلیم نہیں کرتے کیونکہ منافق باطنی طور پر کافر ہوتا ہے۔محقق سلیمان اشقر نے اس اختلاف کا حل اس طرح پیش کیا ہے کہ اگر منافق کا نفاق پوشیدہ ہو اور اکثر صحابہؓ اس کے نفاق سے لاعلم ہوں تو ایسے منافق کے فعل کی تقریر حجت ہوگی اور اگر منافق کا نفاق اور سرکشی واضح ہو تو ایسے منافق کے فعل کی تقریر کی عدم حجیت میں کوئی شک نہیں۔۲۵

شرط ششم:

مقر کے مکلّف ہونے یا نہ ہونے میں علمائے اصول کا اختلاف ہے۔امام الحرمین جوینیؒ نے مقر کے مکلّف ہونے کی شرط لگائی ہے کیونکہ غیر مکلّف کا فعل قابل حجت نہیں ہے۔تقریر حکم شرعی تکلیفی کی کی جاتی ہے اور بچہ اور مجنون چونکہ مکلّف نہیں لہذا ان سے صادر ہونے والا فعل تکلیفی شمار نہیں ہوگا۔۲۶

علامہ بنانی کے نزدیک مقر کا مکلّف ہونا شرط نہیں کیونکہ آپ کسی کے ناجائز اور باطل فعل پر خاموشی اختیار نہیں کرتے تھے چاہے وہ بچہ ہو یا بڑا،مجنوں ہو یا عاقل ہو،وجہ اسکی یہ ہے کہ باطل فعل شرعاً قبیح ہے چاہے کسی سے بھی صادر ہو۔علاوہ ازیں اگر غیر مکلّف کے ناجائز فعل پر سکوت اختیار کیا جائے تو اس سے وہ شخص جو فعل مقر بہ کے حکم سے واقف نہیں ہے وہ اس کو جائز سمجھ لے گا۔۲۷

دلیل کی روسے علامہ بنانی کا قول راجح معلوم ہوتا ہے اور اس قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسنؓ (جو کہ بچے تھے) نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی تو آپ ﷺ نے وہ کھجور ان کے منہ سے نکلوادی اور فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔۲۸

شرط ہفتم:

مقر (جس شخص کے فعل پر تقریر کی جائے) ایسا شخص نہ ہو کہ اس کے خلافِ شرع فعل پر اگر انکار کیا جائے تو اس کو یہ انکار بُرا لگے اور بھڑکا دے اور مزید گناہ میں مبتلا ہو جائے۔انکار کے مؤثر ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے گناہ کے چار درجات ہیں:

۱۔　انکار کی وجہ سے گناہ چھوڑ دے اور اطاعت اختیار کرلے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۔ انکار کی وجہ سے معصیت میں کمی آجائے اگرچہ مکمل طور پر نہ چھوڑے۔

۳۔ انکار کا کوئی اثر نہ ہو اور اپنے گناہ میں مشغول رہے جیسا کہ پہلے تھا۔

۴۔ انکار کی وجہ سے ضد میں آکر مزید گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

ان چار صورتوں میں سے پہلی دو صورتوں میں انکار کرنا مشروع ہے اور مفید ہے، تیسری صورت میں اجتہاد اور غور وفکر کر کے مناسب سمجھے تو انکار کردے ورنہ خاموش رہے اور چوتھی صورت میں انکار کرنا حرام ہے مثلاً کسی فاسق باغی کو شراب نوشی اور جوا کھیلنے سے روکا تو قتل کے درپے ہو گیا۔۲۹

یہ تفصیل امت کے افراد کے حق میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اصولیین کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی انکار کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ قول معتزلہ کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انکار کرنا واجب ہے تاکہ اس انکار کے ذریعے اباحت کا توہم زائل ہو جائے، علامہ زرکشی دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وإذا علم من حال مرتکب المنكر أن الإنكار عليه يزيده إغراء علی مثله، فان علم به غير الرسول لم يجب عليه الإنكار، لئلا يزداد من المنكر بإغراء، وإن علم به الرسول ففي إنكاره وجهان: أحدهما: لا يجب لما ذكر، وهو قول المعتزلة، والثاني: يجب إنكاره ليزول بالإنكار توهم الإباحة. قال: وهذا الوجه أظهر، وهو قول الأشعرية وعليه يكون الرسول مخالفا لغيره، لأن الإباحة والحظر شرع مختص بالرسول دون غيره. ۳۰

سنت تقریریہ کی حجیت:

فقہاء ومحدثین اور جمہور علمائے اصول کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تقریرات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حجت ہیں اور سنتِ نبویہ کی ایک قسم ہیں البتہ ایک چھوٹے سے گروہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ وہ حجیت تقریر کا قائل نہیں ہے۔ امام الحرمین جوینیؒ حجیت تقریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

فالذی ذهب إليه جماهير الأصوليين أن رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا رأى مكلفا يفعل فعلاً أو يقول قولاً، فقرره عليه، ولم ينكر عليه، كان ذلك شرعا منه في رفع الحرج فيما رآه. ۳۱

حنفی عالم جصاصؒ لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تـركـه الـنـكير على فاعل يراه يفعل فعلا على وجه، فيكون تركه النكير عليه بمنزلة القول منه، فى تجويز فعله على ذلك الوجه. ۳۲

قاضی ابویعلی حنبلیؒ تقریر نبویؐ کی حجیت کا ذکر ان الفاظ سے کرتے ہیں:

قـد يقع من النبى صلى ا لله عـليـه وسلم بيان الحكم بالإقرار على فعل شاهده مـن فـاعل يفعله على وجه من الوجوه، فترك النكير عليه، فيكون ذلك بيانا فى جواز فعل ذلك الشيء على الوجه الذى أقره عليه. ۳۳

مالکی عالم تلمسانی حجیت تقریر کا واضح طور پر اقرار کرتے ہیں:

ومن شرط التقرير الذى هو حجة...... ۳۴

شیعہ عالم عبدالہادی الفضلی رقم طراز ہیں:

يجمع المسلمون كافة على أن السنة الصادرة عن النبى صلى ا لله عليه وسلم، قولاً و فعلاً و تقريراً ،حجة على كل مسلم و مسلمة. ۳۵

تقریر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ۳۶

اس آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ اور عمل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی خلاف شرع کام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والے نہیں رہیں گے۔ حالانکہ قرآن واضح الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المنکر کرنیوالے ہیں لہٰذا ان مقدمات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام پر خاموشی اختیار کریں وہ حجت ہے اور جائز ہے۔'' ۳۷

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تقریر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حجت ہے کیونکہ خلاف شرع کام ہوتے ہوئے خاموش رہنا اور اس پر انکار نہ کرنا نہی عن المنکر کو ترک کرنا ہے اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا گناہ ہے اور انبیاء اپنی عصمت کی وجہ سے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ علامہ زرکشیؒ لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ماخذ كون الاقرار حجة، هو العصمة من التقرير على باطل. ۳۸؎

علامہ تلمسانی مالکی تقریر کی حجیت کے دلائل پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اعلم ان النبی صلى الله عليه وسلم لا يقر على الخطأ ولا على معصية؛ لأن التقرير على المعصية معصية، فالعاصم له من فعل المعصية، عاصم له من التقرير عليها. ۳۹؎

(۳) اس بات پر علمائے اصول کا اتفاق ہے کہ ضرورت کے وقت بیان کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی خلاف شرع حرکت کرر ہا ہے یا تو اس وجہ سے کرر ہا ہے کہ اس کو علم نہیں کہ یہ کام خلاف شرع ہے، اس صورت میں ایسے شخص کے سامنے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ فعل خلاف شرع ہے تا کہ وہ اپنی اصلاح کرے، یا وہ خلاف شرع فعل قصداً کرر ہا ہے تو اس صورت میں بھی انکار کرنا ضروری ہے تا کہ وہ فاعل یہ نہ سمجھ لے کہ اس فعل کی حرمت منسوخ ہوگئی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے ہیں تو اس صورت میں فاعل یہ سمجھے گا کہ یہ فعل درست ہے اور اس کی سابقہ حرمت منسوخ ہوچکی ہے۔ ۴۰؎

(۴) صحابہؓ کے ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کو حجت سمجھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت کو جواز کی دلیل سمجھتے تھے۔ بطورِ مثال چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس وقت میں قریب البلوغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منی میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (بطورِ سترہ) دیوار نہیں تھی۔ چنانچہ میں کچھ صفوں کے آگے سے گزر کر اترا اور گھاس چرنے کے لیے گدھی چھوڑ دی جو صفوں میں داخل ہوگئی مگر میرے اس فعل پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ ۴۱؎

اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عدم انکار کو حجت سمجھا اور اس سے یہ مستنبط کیا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی بناء پر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حافظ ابن حجرؒ اس روایت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

يستفاد منه ان ترك الانكار حجة على الجواز بشرطه. ۴۲؎

۲۔ محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اٹھا کر فرمارہے تھے کہ ابن الصیاد دجال ہے، میں نے کہا کہ آپؓ اللہ کی قسم کیوں کھارہے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھاتے ہوئے سنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔''[۴۳]

۳۔ میدان عرفات کی طرف جاتے ہوئے کسی شخص نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: ''اس دن آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا عمل کیا کرتے تھے۔؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ پڑھتا تھا اور کوئی تکبیر پڑھتا تھا مگر کسی کے عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں کیا۔''[۴۴]

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

الحديث يدل على التخيير بين التكبير والتلبية من تقريره لهم على ذلك.[۴۵]

۴۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے جواز پر یہ دلیل پیش کی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے۔[۴۶]

۵۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا بھی سنت ہے کیونکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے مگر ہمارے اس عمل کو معیوب نہیں سمجھا گیا (اور نہ اس پر انکار کیا گیا۔)[۴۷]

درج بالا واقعات سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کو حجت سمجھتے تھے اور جس قول وفعل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکار نہ کرتے تھے اس کو صحابہؓ جائز ومباح سمجھتے تھے۔ کسی صحابیؓ کے بارے میں کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار وتقریر کو حجت نہ سمجھتا ہو لہٰذا یہ بات دلالت کرتی ہے کہ سنت تقریریہ کی حجیت پر صحابہؓ کا اجماع تھا۔

خلاصۃ البحث

درج بالا بحث کا خلاصہ درج ذیل نکات کی شکل میں سمیٹا جا سکتا ہے:

۱۔ اصطلاح میں سنت تقریریہ اس کو کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے فعل یا قول پر انکار نہ فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وقوع پذیر ہوا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا ہو اور انکار کرنے میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو۔

۲۔ نوعیت کے اعتبار سے تقریر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ تقریر علی القول　　　　۲۔ تقریر علی الفعل

۳۔ عمل تقریر کے تین ارکان ہیں:

(۱) مقِر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک

(۲) مقر یعنی صحابیؓ جس کے فعل وقول کی تقریر کی جائے۔

(۳) مقر بہ یعنی وہ قول وفعل جس کی تقریر کی جائے۔

۴۔ فقہاء ومحدثین اور جمہور علمائے اصول سنت تقریریہ کی حجیت پر متفق ہیں اور حجیت کے درج ذیل دلائل ہیں:

(۱) آیات قرآنیہ

(۲) مختلف مواقع پر صحابہؓ کا تقریر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کرنا

(۳) آپ کی عصمت تقریر نبویؐ کی حجیت کی متقاضی ہے۔

(۴) ضرورت کے وقت بیان کی تاخیر کے عدم جواز پر علماء وفقہاء کا اجماع ہے۔

۵۔ سنت تقریریہ کا ردوقبول چند شرائط کے ساتھ مقید ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) مقر بہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مشاہدہ یا سماع کیا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی ہو۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار کرنے پر قدرت حاصل ہو۔

(۳) مقر بہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے پہلے سے انکار موجود نہ ہو۔

(۴) انکار کرنے میں کوئی مانع موجود نہ ہو۔

(۵) مقر مسلمان ہو اور شریعت کی تابعداری کرنے والا ہو۔

(۶) مقر کے مکلّف ہونے یا نہ ہونے کی شرط مختلف فیہ ہے۔

(۷) مقر ایسا شخص نہ ہو جس کو انکار برا لگے اور بھڑکا دے اور وہ مزید گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

۱۔ابن منظور،لسان العرب،دارالمعارف،قاہرہ،سطن،۳۵۷۹/۵
۲۔الاعراف ۷:۲۴
۳۔لسان العرب،۳۵۸۲/۵
۴۔القاموس المحیط،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،سطن،ص ۴۶۱
۵۔مختارالصحاح،المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ،مصر،سطن،ص ۴۱۷
۶۔جمال الدین الاسنوی،نہایۃ السول،عالم الکتب،بیروت،سطن،۵/۳
۷۔عبدالعلی لکھنوی،فواتح الرحموت،دارالکتب العلمیہ،بیروت(۲۰۰۲)،۳۱۷/۲
۸۔بدرالدین زرکشی،البحرالمحیط،دارالصفوۃ،غردقہ(۱۹۹۲)،۲۰۱/۴
۹۔محمد رضا المظفر،اصول الفقہ،مؤسسۃ الاعلمی،بیروت(۱۹۹۴)،۵۹/۲،۶۰
۱۰۔ابوشامہ،المحقق من علم الاصول،مؤسسۃ قرطبۃ(۱۴۰۹ھ)،ص ۱۷۱
۱۱۔زرکشی،البحرالمحیط،۲۰۲/۴
۱۲۔سلیمان الاشقر،افعال الرسولؐ ودلالتھا علی الاحکام الشرعیۃ،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت(۱۹۹۶)، ۱۰۴/۲،۱۰۵
۱۳۔ابوعبداللہ تلمسانی،مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول،مکتبۃ الرشاد،سطن،ص ۹۴
۱۴۔الجامع للترمذی،کتاب الفتن،باب ما جاء فی تغییر المنکر بالید.....،رقم الحدیث ۲۱۷۲،مکتبۃ المعارف، ریاض،سطن
۱۵۔الحجر ۱۵:۹۵
۱۶۔زرکشی،البحرالمحیط،۲۰۳/۴
۱۷۔عبدالعلی لکھنوی،فواتح الرحموت،۲۲۸/۲
۱۸۔آمدی علی بن محمد،الاحکام فی اصول الاحکام،دارالصمیعی،ریاض(۲۰۰۳)،۲۵۱/۱
۱۹۔تلمسانی،مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول،ص ۹۴
۲۰۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الحج،باب فضل مکۃ وبنیانھا،رقم الحدیث ۱۵۸۳،دارابن کثیر،بیروت(۲۰۰۲)
۲۱۔زرکشی،البحرالمحیط،۲۰۴/۴
۲۲۔الاشقر،افعال الرسولؐ ودلالتھا علی الاحکام الشرعیۃ،۱۱۲/۲
۲۳۔الغزالی ابوحامد،المنخول،ص ۲۲۹
۲۴۔زرکشی،البحرالمحیط،۲۰۴/۴
۲۵۔الاشقر،افعال الرسول ودلالتھا علی الاحکام الشرعیۃ،۱۰۸/۲

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۶۔ابوالمعالی عبدالملک،البرہان فی اصول الفقہ ،مطابع الدوحۃ الحدیثۃ،قطر (۱۳۹۹ھ)،۴۹۸/۱
۲۷۔تاج الدین البنانی،حاشیۃ البنانی علی شرح المحلی علی جمع الجوامع،دار الفکر،بیروت (۱۹۸۲)،۹۵/۲
۲۸۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الزکوٰۃ،باب مایذکر فی الصدقۃ للنبیؐ،رقم الحدیث۱۴۹۱
۲۹۔الاشقر،افعال الرسول ودلالتھا علی الاحکام الشرعیۃ،۱۱۰/۲
۳۰۔زرکشی،البحر المحیط،۲۰۴/۴
۳۱۔ابوالمعالی عبدالملک،البرہان فی اصول الفقہ ،۴۹۸/۱
۳۲۔احمد بن علی الجصاص،اصول الجصاص،وزارۃ الاوقاف،الکویت (۱۴۰۵ھ)۹۱/۲
۳۳۔ابویعلی الفراء،العدۃ فی اصول الفقہ ،دار الصمیعی ،ریاض (۱۹۹۰)،۱۲۷/۱
۳۴۔تلمسانی،مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول،التلمسانی ص ۹۴
۳۵۔عبدالھادی الفضلی،مبادی اصول الفقہ ،مؤسسۃ مطبوعات دینی،قم،سطن،ص۲۳
۳۶۔ الاعراف ۷:۱۵۷
۳۷۔ابوشامہ،المحقق من علم الاصول،ص۳۹
۳۸۔زرکشی،البحر المحیط،۲۰۶/۴
۳۹۔تلمسانی،مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول،ص۹۴
۴۰۔الاشقر،افعال الرسولؐ ودلالتھا علی الاحکام الشرعیۃ،۹۸/۲
۴۱۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الصلوٰۃ،باب سترۃ الامام سترۃ من خلفہ،رقم الحدیث۴۹۳
۴۲۔ابن حجر عسقلانی،فتح الباری،بیت الافکار الدولیہ،ریاض،سطن،۴۹۶/۱
۴۳۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الاعتصام،بالکتاب والسنۃ،باب من رای ترک النکیر من النبیؐ حجۃ،لامن غیر الرسول،رقم الحدیث۷۳۵۵
۴۴۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب الحج،باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدا من منی الی عرفۃ،رقم الحدیث ۱۶۵۹
۴۵۔عسقلانی،فتح الباری،۹۶۳/۱
۴۶۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب التہجد،باب الصلوٰۃ قبل المغرب،رقم الحدیث۱۱۸۴
۴۷۔احمد بن حنبل،مسند احمد،عالم الکتب،بیروت (۱۹۹۸)،۱۳۸/۷؛رقم الحدیث ۲۱۵۹۸

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.